Lesson 10: An-Nisa (Ayaat 94-104): Day 32 سُوْرَۃُ النِّسَاء کی تفسیر

جب کوئی اللہ کے راستے میں نکلتا ہے تو اُس کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے؟

وَمَنۡ يُّهَاجِرۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ يَجِدۡ فِى الۡاَرۡضِ مُرٰغَمًا كَثِيۡرًا وَّسَعَةً‌ ؕ وَمَنۡ يَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَيۡتِهٖ مُهَاجِرًا

اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ يُدۡرِكۡهُ الۡمَوۡتُ فَقَدۡ وَقَعَ اَجۡرُهٗ عَلَى اللّٰهِ‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۱۰۰﴾ اور

جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن چھوڑے اس کے عوض جگہ بہت اور کشائش پائے گا اور جو کوئی اپنے گھر

سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اس کو موت پالے تو اللہ کے ہاں اس کا ثواب ہو چکا

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۰۰)

قاعدون وہ ہیں جو گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور دین کے لئے بھاگ دوڑ نہیں کرتے اور مہاجرون وہ ہیں جو اللہ کے راستے میں دین کی سربلندی کے لئے نکلتے ہیں۔ دین کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔

(ہر اُس چیز سے ہجرت جو اللہ کو پسند نہیں)۔

قاعدون بننے والے اپنے حال میں خوش ہیں۔ دعوتیں اور پارٹیاں۔ بازاروں کے چکر اور دُنیاداری میں مصروف۔ پھر آپ دین کے کام کرنے لگتے ہیں۔

انسانی نفسیات ہے کہ جو کام انسان خود نہیں کر سکتا وہ دوسروں کو بھی کرتے نہیں دیکھنا چاہتا۔ بعض اوقات دوسروں سے برداشت نہیں ہوتا کہ آپ نیکی کے کام میں آگے بڑھ جائیں۔ آپ نیکی کے کام کریں تو دوسرے لوگ طعنے ماریں گے کہ آپ یہ صحیح نہیں کرتیں وغیرہ۔

لیکن جس کو جنّت نظر آجاتی ہے تو اُسے پھر اپنی فکر لگ جاتی ہے۔

یا پھر اس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ پڑھنے پڑھانے میں لگی ہو ہمیں کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ یا دین کے کاموں میں مصروف ہے حقوق العباد کی پرواہ ہی نہیں۔

جب آپ کو اللہ کے راستے کی قدر پتا چل جاتی ہے پھر آپ دوسروں کے لئے خیر خواہ بن جاتے ہیں۔

لیکن دوسرے تو یہی چاہتے ہیں کہ آپ سُست ہوں اور وہ آپ کو مزید سُست کر دیں۔ اگر کبھی کسی مجبوری سے آپ کو چھوڑنا پڑے تو آپ دوسروں کو موقع دیتے ہیں کہ آپ کو اللہ کے راستے سے دُور کر دیں۔

اللہ سے دعا کریں اللہ ہمیں ضائع نہ کرے۔ اللہ ہم سے بہترین کام لے۔ آمین

ہم نماز روزہ تو کرتے ہیں۔ یہ تو ہماری ٹریننگ تھی۔ اصل کام اللہ کے دین کی خدمت کرنا خود نیک بنیں اور دوسروں کو بھی اس طرف لائیں۔ اسلام ہمیں نماز روزے کے ذریعے مجاہد بناتا ہے۔

اللہ کے راستے میں نکلیں تو کیا ملتا ہے؟

"۔۔۔اس کے عوض جگہ بہت اور کشائش پائے گا۔۔۔"

سورۃ العنکبوت آیت 56 میں ہے؛

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین کشادہ ہے پس میری ہی عبادت کرو(٥٦)

حالات تنگ ہوں تو گھر سے نکلو۔ یعنی اگر اُنکے سُدھرنے کی اُمید ہی نہ ہو۔ گھر میں کبیرہ گناہ ہوتے ہیں تو پھر اللہ کی راہ میں نکلو۔

مُرٰغَمًا :رغ م یعنی خاک۔ معنی مٹی بھی ہیں۔ عربی میں ایک محاورہ ہوتا تھا کہ اُس کی ناک خاک آلود ہو۔ یعنی "اُس کا بیڑا اتر جائے" مذاق میں کہتے ہیں۔ ہجرت اور تنہائی ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔ جو بندہ اللہ کی راہ میں آتا ہے تو انسان سب سے بڑی قربانی یہ دیتا ہے کہ اپنے لوگ اُس سے کٹ جاتے ہیں۔ اللہ کے دین کی طرف آئیں تو گھروں کے ماحول بدل جاتے ہیں۔ کبھی انسان کو تنہائی محسوس ہوتی ہے۔

اُنیسویں صدی کے شروع میں محمد اسد یہودیت سے مسلمان ہوئے تھے۔ اِن کو اللہ نے اسلام کا تحفہ دیا۔ اُن کے گھر والوں نے اُن کو چھوڑ دیا۔ باپ کٹر یہودی تھا، اُس نے مرتے دم تک محمد اسد سے بات نہیں کی۔ انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی ہے کہ شروع میں اللہ کے دین میں آؤ تو تنہائی ملتی ہے۔

وہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بندہ اللہ کا بن جاتا ہے تو حقیر ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ کو مٹی میں ملا لیتا ہے۔ اُن کو ایسا لگا کہ سب ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ لیکن یہ بہت تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے۔ جب آپ ثابت قدم رہتے ہیں تو آپ کو بہت کچھ ملنے لگتا ہے۔

ایمان ملتا ہے تو ساتھی بھی ایمان والے مل جاتے ہیں۔ اگر اپنی پسندیدہ بُری عادت یا گناہ اللہ کی خاطر چھوڑتے ہیں۔ تو سب سے بڑی نعمت تو اللہ کی رضا ملتی ہے۔

اَب جو لوگ مغربی ممالک میں رہتے ہیں۔ کیا وہ ہجرت کریں؟ اِن کی ہجرت کیسے ہو گی؟

ایک دور وہ ہوتا ہے جیسے اللہ کے نبیؐ کے زمانے میں اسلامی ریاست بنی تو پھر کفر کو چھوڑ کر اسلامی ریاست میں آنا ہجرت تھا۔ پھر ہجرت فرض تھی۔

اس وقت پوری دُنیا میں مکمل اسلامی ریاست نہیں ہے۔ سود، رشوت، اور دوسرے کبائر حکومتی سطح پر نظر آتے ہیں۔ الحمدُللہ سعودی عرب بہترین حالت میں ہے۔ لیکن سارے مسلمان سعودی عرب میں جا کر نہیں رہ سکتے۔ پوری دُنیا ایک گلوبل ویلج بن چکی ہے۔

"۔۔۔اس کے عوض جگہ بہت اور کشائش پائے گا۔۔۔" ایسی صورت میں سب سے پہلی ہجرت ہمیں گناہوں سے ہجرت کرنی ہے۔ اگر کسی نے گناہ چھوڑ دیئے تو وہ الحمدُللہ ایمان کی بہترین حالت میں ہے۔ جس نے گناہ نہیں چھوڑے وہ دُنیا کے جس ملک میں بھی رہے گا اللہ کو ناراض کرے گا۔

اگر ہم تاریخ کو پڑھ کر دیکھ لیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ پچھلے سو سال میں دُنیا کا نقشہ کیسے بدلا۔

ہم مسلمانوں نے عیش میں پڑ کر کاروبارِ حکومت چھوڑا تو دوسروں کو مل گیا۔

اللہ کا وعدہ ہے مسلمان جہاں بھی جائے گا وہاں اسلام پھیلے گا۔ مسلمان غیر مسلم ملکوں سے نہ جائیں آپ مسلمان بن کر جئیں تو انہی ممالک میں اللہ کا اور اسلام کا نام پھیلے گا۔ جیسے پھول کی خوشبو ہر طرف پھیل جاتی ہے۔ مومن کی خوشبو سے بھی ماحول بہترین ہو گا۔

اب جہاں بھی ہمیں رہنا ہے وہاں اپنا اسلام دِکھا کر رہنا ہے، وہاں مرعوب ہو کر نہیں رہنا۔

کبھی اپنے بچوں سے پاکستان کی بُرائی نہ کریں۔ ورنہ بچے وہاں نہیں جائیں گے۔

جب بھی آپ پاکستان جائیں تو قربانی کے لئے تیار ہو کر جائیں۔ ورنہ ذرا ذرا سی بات پر شکوے نہ کریں۔ مسلمان ملکوں والے خوش قسمت ہیں۔ مسجدیں ہیں اور ماحول بھی بہتر ہے۔ اللہ کے نام کی آذان گونجتی ہے۔ کم از کم بچے اس قدر مادر پدر آزاد نہیں ہیں۔

یہ آپ کا اپنا فیصلہ ہے۔ بچوں کی تربیت بہترین کریں۔ اسلام سے محبت دِلائیں۔ نماز پڑھائیں اور حلال کھانے کھلائیں۔ پیسہ کمانے کے لئے اِن ممالک میں نہ رہیں۔ الحمدُللہ جو لوگ اسلام کی حدود و قیود کا خیال رکھیں اور اس لئے اِن ممالک میں رہیں کہ اللہ کے کلمے کو بلند کرینگے تو نیکی کے کام کرنا اور اسلام کا مثبت طریقے سے پیش کرنا ہی آپ کا جہاد ہے۔

حدیث ؐ ہے کہ قربِ قیامت سورج مغرب سے نکلے گا ایک سکالر کہتے ہیں کہ اسلام کا سورج بھی مغرب سے ہی طلوع ہو گا۔ انشاء اللہ

ان ممالک میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ ایسے کام نہ کریں کہ اسلام کا نام خراب ہو۔

"۔۔۔ اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اس کو موت پالے تو اللہ کے ہاں اس کا ثواب ہو چکا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اللہ کے راستے میں نکلنے کا فائدہ یہ ہے کہ نکلنے پر ہی ثواب پکّا ہو جاتا ہے۔ کام ہو یا نہ ہو۔ آپ کو آپ کی نیت پر ہی اَجر ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ ہم نے نیّت اللہ کی رضا ہی رکھنی ہے کیونکہ حدیث مبارکہ ہے؛

عَن عُمَرَ بْنَ الْخَطّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ " إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ ".

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہو گی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔ بخاری:1

بخاری و مسلم کی حدیث میں اس شخص کے بارے میں ہے جس نے ننانوے قتل کئے تھے پھر ایک عابد کو قتل کر کے سو پورے کئے پھر ایک عالم سے پوچھا کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا تیری توبہ کے اور تیرے درمیان کوئی چیز حائل نہیں تو اپنی بستی سے ہجرت کر کے فلاں شہر چلا جا جہاں اللہ کے نیک بندے رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ ہجرت کر کے اس طرف چلا راستہ میں ہی تھا جو موت آ گئی۔

رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اس کے بارے میں اختلاف ہوا بحث یہ تھی کہ یہ شخص توبہ کر کے ہجرت کر کے چلا تو سہی مگر یہ وہاں پہنچا تو نہیں پھر انہیں حکم کیا گیا کہ وہ اس طرف کی اور اس طرف کی زمین ناپیں جس بستی سے یہ شخص قریب ہو اس کے رہنے والوں میں اسے ملا دیا جائے پھر زمین کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بُری بستی کی جانب سے دور ہو جا اور نیک بستی والوں کی طرف قریب ہو جا، جب زمین ناپی گئی تو توحید والوں کی بستی سے ایک بالشت برابر قریب نکلی اور اسے رحمت کے فرشتے لے گئے۔ (صحیح بخاری:3470)

ایک روایت میں ہے کہ موت کے وقت یہ اپنے سینے کے بل نیک لوگوں کی بستی کی طرف گھسیٹتا ہوا گیا۔ صحیح مسلم: 2766 اگر ہم توبہ کرکے اپنے آپ کو بدلنا چاہیں تو کوشش ضرور کریں۔ اللہ آپ کی نیت، خلوص اور کوشش دیکھے گا۔

ہجرت کا موضوع ابھی آگے آئے گا۔ اگلی آیات میں اللہ کے راستے میں نکلیں تو راستے کی عبادات کا تذکرہ ہے۔ سفر کے ناطے سے نماز کا ذِکر ہے۔

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا ﴿١٠١﴾

اور جب تم سفر کے لیے نکلو تو تم پر کوئی گناہ نہیں نماز میں سے کچھ کم کردو اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے بے شک کافر تمہارے صریح دشمن ہیں (١٠١)

تَقْصُرُوا : کے معنی ہیں چھوٹا کرنا۔ لفظ قصور بھی اسی سے ہے۔

نماز کا وقت آجائے تو قصر کرلو یعنی نماز کو چھوٹا کرلو۔

اسلام بلاوجہ کے سفر کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ سفر میں جان، مال اور عزّت کو خطرہ ہوتا ہے۔ ایک حدیث ؐ میں سفر کو عذاب کا ٹکڑا بھی فرمایا گیا ہے۔ عورت تو ایک طرف مرد کو بھی بلاوجہ باہر پھرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ایک صحابیؓ نے اللہ کے نبی سے پوچھا مجھے کوئی نصیحت کریں تو آپؐ نے فرمایا تیرا گھر تجھے کافی رہے۔ مرد کو بھی کام کے بعد کا وقت گھر والوں کے ساتھ گزارنا چاہیئے۔ اور یہ کہ فارغ وقت میں اپنے گناہوں کو یاد کرکے روئیں۔

اللہ کے نبیؐ زیادہ تر جمعرات کے دِن سفر کرتے اور رات کے سفر کو پسند کرتے۔ ایک حدیثؐ ہے کہ رات کو زمین سُکڑتی ہے یعنی سفر جلدی طے ہو جاتا ہے۔

سفر کے دوران توجہ کام پر رکھیں۔ جلدی سے کام کریں اور واپس گھر آئیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ آسانی دے دی کہ نماز کم پڑھ لیں۔ قصر کے دو طریقے ہیں کہ چار کی بجائے دو رکعت پڑھ لیں۔

فجر پوری پڑھیں گے۔(دو فرض)، ظہر۔(دو فرض)، عصر۔(دو فرض)، مغرب۔(تین فرض)، عشاء۔(دو فرض)اور ایک یا تین وتر۔

یہ ایک سہولت دی گئی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ نمازوں کو جمع کر لیں۔ اسے جمع تقدیم کہتے ہیں(یعنی وقت سے پہلے پڑھ لیں)۔ یعنی دو رکعت ظہر کے پڑھیں اور دو عصر کے یا عصر اور مغرب کو ملا لیں۔ یعنی اگر وقت پر نماز نہیں پڑھی تو اگلی نماز سے ملا لیں۔ اسے کہتے ہیں جمع تاخیر یعنی مؤخر کر کے پڑھ لی۔

سفر کتنے دِن کا ہو گا؟ سب سے محفوظ رائے یہ ہے کہ تین دِن کا سفر ہو تو قصر کرینگے۔

لیکن جہاں جا کر آپ کو محسوس ہونے لگے کہ آپ سفر میں ہیں۔ کچھ عالم کہتے ہیں کہ جس راستے میں ویرانہ آئے۔

آپ صرف یہ حکمت دیکھیں کہ اللہ نے آپ کو آسانی دی۔

اَب اگر آپ یہاں سے کراچی گئے وہاں سے حیدر آباد۔ پھر ساہیوال اور فیصل آباد اور پھر لاہور تو آپ سارا وقت قصر پڑھیں گے۔ کیونکہ آپ سفر میں رہے۔

لیکن اگر آپ کراچی گئے اور سارا وقت وہیں گُزارا تو یہ سفر نہیں ہو گا۔ پوری نماز پڑھیں۔

اگر آپ مسلسل سفر میں ہیں تو چھے مہینے تک قصر پڑھتے رہیں۔ لیکن اگر کہیں رُک گئے اور تین دِن سے زیادہ قیام کر لیا تو پھر آپ پوری نماز پڑھیں۔

کوئی میکے سُسرال کا حساب نہیں چلے گا۔

مسند احمد میں ہے کہ یعلیٰ بن امیہ رحمہ اللہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نماز کی تخفیف کا حکم تو خوف کی حالت میں ہے اور اب تو امن ہے؟ عمر نے جواب دیا کہ یہی خیال مجھے ہوا تھا اور یہی سوال میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا تو آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے تم اس کے صدقے کو قبول کرو۔

ابو حنظلہ حذاء رحمہ اللہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سفر کی نماز کا پوچھا تو آپ نے فرمایا دو رکعت ہیں انہوں نے کہا قرآن میں تو خوف کے وقت دو رکعت ہیں اور اس وقت تو پوری طرح امن و امان ہے تو آپ نے فرمایا یہی سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ابن ابی شیبہ:2/337:صحیح

ایک اور شخص کے سوال پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا آسمان سے تو یہ رخصت اتر چکی ہے اب اگر تم چاہو تو اسے لوٹا دو۔

پس یہ حدیثیں کھلم کھلا دلیل ہیں اس بات کی کہ سفر کی دو رکعات کے لیے خوف کا ہونا شرط نہیں بلکہ نہایت امن و اطمینان کے سفر میں بھی دوگانہ ادا کر سکتا ہے۔

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَوٰةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ ۖ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۗ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰٓ أَن تَضَعُوٓا

اَسۡلِحَتَكُمۡ ۚ وَ خُذُوۡا حِذۡرَكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ﴿۱۰۲﴾ اے نبی جب تم مسلمانو ں میں موجود ہو اور انہیں نماز پڑھانے کے لیے کھڑا ہو تو چاہیئے ان میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو اور اپنے ہتھیار ساتھ لے لیں پھر جب یہ سجدہ کریں تو تیرے پیچھے سے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت آئے جس نے نماز نہیں پڑھی وہ تیرے ساتھ نماز پڑھیں اور وہ بھی اپنے بچاؤ اور اپنے ہتھیار ساتھ رکھیں کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور اسباب سے بے خبر ہو جاؤ تاکہ تم پر یک بارگی ٹوٹ پڑیں اور اگر تم بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو یا بیمار ہو تو ہتھیار رکھ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور (تب بھی) اپنا بچاؤ ساتھ رکھو بے شک اللہ نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۰۲)

خوف کے وقت اور جنگ کے دوران کی نماز کا ذِکر ہے۔

ایک تو یہ دیکھیں کہ نماز کی بہت اہمیت ہے کہ نماز کسی وقت بھی معاف نہیں۔

یہ صلوٰۃ خوف ہے اگر تم ڈرو اس بات سے کہ کافر تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے اور اس کے بعد فرمایا جب تو حالت جنگ میں ہو یا مشرکین کے فتنے کا ڈر ہو تو اس طرح نماز پڑھو۔

کچھ مفسرین فرماتے ہیں اس آیت سے مراد وہ دِن ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غزوۂ غطفان میں تھے اور مشرک سامنے تھے ایک دوسرے سے بر سر پیکار بالکل تیار ادھر ظہر کی نماز کا وقت آ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم

کے ساتھ حسب معمول چار رکعتیں پوری ادا کیں پھر مشرکین نے سامان و اسباب کو لوٹ لینے کا ارادہ کیا۔ تفسیر ابن ابی حاتم:3/5895

اس کے بعد سال بھر تک کوئی حکم نہ آیا پھر جبکہ آپ ایک غزوے میں ظہر کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو مشرکین کہنے لگے افسوس کیا ہی اچھا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا کاش کہ نماز کی حالت میں ہم یکبارگی ان پر حملہ کر دیتے۔

اس پر بعض مشرکین نے کہا یہ موقعہ تو تمہیں پھر بھی ملے گا اس کے تھوڑی دیر بعد ہی یہ دوسری نماز (یعنی نماز عصر) کے لیے کھڑے ہوں گے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے عصر کی نماز سے پہلے اور ظہر کی نماز کے بعد مندرجہ آیات نازل فرمادیں اور کافر ناکام رہے خود اللہ تعالیٰ وقدوس نے صلوۃ خوف کی تعلیم دی۔

چنانچہ عصر کی نماز کے وقت ہمیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہم نے ہتھیار سجا لیے اور اپنی دو صفوں میں سے پہلی صف آپ کے ساتھ سجدے میں گئی اور دوسری صف کھڑی کی کھڑی ان کی نگہبانی کرتی رہی جب سجدوں سے فارغ ہو کر یہ لوگ کھڑے ہو گئے تو اب دوسری صف والے سجدے میں گئے جب یہ دونوں سجدے کر چلے تو اب پہلی صف والے دوسری صف کی جگہ چلے گئے اور دوسری صف والے پہلی صف والوں کی جگہ آ گئے، پھر قیام رکوع اور قومہ سب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ساتھ ادا کیا اور جب آپ سجدے میں گئے تو صف اول آپ کے ساتھ سجدے میں گئی اور دوسری صف والے کھڑے ہوئے پہرہ دیتے رہے جب یہ سجدوں سے فارغ ہو گئے اور التحیات میں بیٹھے تب دوسری صف کے لوگوں نے سجدے کئے اور التحیات میں سب کے سب

ساتھ مل گئے اور سلام بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب نے ایک ساتھ پھیرا۔ صلوٰۃ خوف ایک بار تو آپ نے یہاں عسفان میں پڑھی اور دوسری مرتبہ بنو سلیم کی زمین میں۔

یہ حدیث مسند احمد ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے۔ (مسند احمد:4/59،قال الشيخ الألباني:صحيح)

بخاری میں بھی یہ روایت اختصار کے ساتھ ہے اور اس میں ہے باوجودیکہ سب لوگ نماز میں تھے لیکن ایک دوسرے کی چوکیداری کر رہے تھے۔ (صحیح بخاری:944)

سفر کی نماز دو رکعت ہے اور یہی دو رکعت سفر کی پوری نماز ہے۔

صلوۃ خوف میں یہ ہے کہ امام ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھاتا ہے دوسری جماعت دشمن کے سامنے ہے پھر یہ چلے گئے وہ آ گئے ایک رکعت امام نے انہیں پڑھائی تو امام کی دو رکعت ہوئیں اور ان دونوں جماعتوں کی ایک ایک رکعت ہوئی۔

یعنی امام کی چار رکعت ہو گئیں۔ اور عام لوگ کیونکہ باری باری آ کر پڑھتے رہے اُن کی دو دو رکعت ہو گئیں۔ آپ اہتمام دیکھیں۔ اللہ کے راستے میں بھی نکلیں تو نماز پڑھیں۔ صحابہ کرامؓ کو نماز سے توانائی ملتی تھی۔

خوف کی نماز میں ہتھیار لیے رہنے کی اجازت ہے اور یہ کہ بارش یا بیماری کی وجہ سے ہتھیار اتار رکھنے میں تم پر گناہ نہیں اپنا بچاؤ ساتھ لیے رہو، یعنی ایسے تیار رہو کہ وقت آتے ہی بے تکلف و بے تکلیف ہتھیار سے آراستہ ہو جاؤ۔ اللہ نے کافروں کے لیے اہانت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ پھر جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہونے کی حالت میں یاد کرو پھر جب تمہیں اطمینان ہو جائے تو پوری نماز پڑھو بے شک نماز اپنے مقرر وقتوں میں مسلمانوں پر فرض ہے (۱۰۳)

نماز پڑھ کر بعد میں اللہ کا ذِکر کرو، یعنی تسبیح اور اَذکار کرو۔

سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (۱۰)

پھر آگے فرمایا کہ جب یہ حالات بدل جائیں تو پوری نماز پڑھو۔ "--- پھر جب تمہیں اطمینان ہو جائے تو پوری نماز پڑھو---" یہ جنگ کی بات ہے۔ یہ نہیں کہ شادی پر گئے ہیں تو خوف کی نماز پڑھیں۔ یا کہیں مصروف ہیں تو ایسی نماز پڑھیں۔

پھر آگے فرمایا گیا کہ "--- بے شک نماز اپنے مقرر وقتوں میں مسلمانوں پر فرض ہے----"

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اٹھیے اور نماز ادا کیجئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج ڈھلنے لگا' پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام بوقت عصر آئے اور کہا: اٹھیے اور نماز ادا کیجئے پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نماز عصر اس وقت پڑھائی جب ہر ایک چیز کا سایہ ایک مثل تک ہو چکا تھا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام مغرب کے وقت

آئے۔ اور کہا: اٹھئے نماز ادا کیجئے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نماز مغرب اس وقت پڑھائی جب کہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام عشاء کے وقت آئے اور کہا: اٹھیے نماز ادا کیجئے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عشاء کی نماز اس وقت پڑھائی جب سرخی غائب ہو چکی تھی۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام بوقت فجر آئے اور اس وقت نماز پڑھائی جب فجر طلوع ہو چکی تھی۔ پھر اگلے دن ظہر کے لئے آئے اور کہا: اٹھیے نماز ادا کیجئے پھر نماز عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو چکا تھا پھر مغرب کے لئے سورج کے غروب ہونے کے وقت ہی آئے پھر عشاء کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے۔ جب نصف یا تہائی رات گزر چکی تھی۔ اس وقت نماز عشاء پڑھائی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت آئے جب فجر خوب روشن ہو چکی تھی۔ اور سفیدی پھیل چکی تھی اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے نماز فجر پڑھائی اور کہا کہ ان دونوں اوقات کے درمیان نمازوں کا وقت ہے۔(مسند امام احمد 2/330)

اللہ نے نمازوں کے وقت مقرر کر دیئے۔ ایک دن اللہ کے نبیؐ کو ابتدائی وقت اور دوسرے دِن آخری وقت کی نماز پڑھائی گئی۔ تاکہ وقت کا تعیّن ہو جائے۔

آپ اللہ کے حکم کی حکمت دیکھیں کہ رعایت دے دی گئی۔ آج اُمّت میں جو تفرقہ ہے وہ ایک اِسی غلط فہمی کی وجہ سے ہے کہ ہمارا فرقہ تو نماز ایسے پڑھتا ہے۔

تاخیر سے نماز پڑھنا سنت رسولؐ اور صحابہ کرامؓ کے عمل کے خلاف ہے اور یہ منافقین کا عمل ہے کہ وہ نمازیں دیر سے پڑھتے ہیں۔

رسولؐ نے فرمایا: یہ تاخیر سے (عصر کی نماز پڑھنا) منافق کی نماز ہے۔(صحیح مسلم ح266)

وَلَا تَهِنُوۡا فِى ابۡتِغَآءِ الۡقَوۡمِ‌ؕ اِنۡ تَكُوۡنُوۡا تَاۡلَمُوۡنَ فَاِنَّهُمۡ يَاۡلَمُوۡنَ كَمَا تَاۡلَمُوۡنَ‌ۚ وَتَرۡجُوۡنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرۡجُوۡنَ‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۱۰۴﴾ اور ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہمت نہ ہارو اگر تم تکلیف اٹھاتے ہو تو وہ بھی تمہاری طرح تکلیف اٹھاتے ہیں حالانکہ تم اللہ سے جس چیز کے امیدوار ہو وہ نہیں ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے (۱۰۴)

یعنی نماز پڑھ کر دشمن کا بھی پیچھا کرو۔ کافر کو بھی تکلیف تو ہوتی ہے لیکن مومن اللہ سے اچھی اُمید رکھتا ہے۔ اللہ جنّت کی اُمید دلاتے ہیں۔

ہم اپنی کوششوں کا رُخ دیکھیں۔ لوگ فلم کے لئے بیٹھتے ہیں۔ ہم قرآن کے سبق یا تفسیر کے لئے دو گھنٹے بیٹھیں تو ہمیں اچھے اَجر کی اُمید تو ہوتی ہے۔

آج کے سبق سے یہی پیغام ملتا ہے کہ اللہ کے دین کے لئے گھر سے نکلیں۔ علم حاصل کریں اور اللہ کے پیغام کو آگے پہنچائیں۔ قاعدون بن کر گھروں میں نہ بیٹھیں۔ کوئی قربانی دینی پڑے تو دیں آپ کو اَجر اللہ سے ملے گا۔